نقد و نظر

غلبۂ حال اور حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام

ستمبر ۸۶ء کے "حکمت قرآن" میں مولانا الطاف الرحمٰن صاحب بنوی نے اپنی زیرِ تالیف کتاب "سیرت الخلیل" کی ایک قسط میں حاشیے کے ایک نوٹ میں ایک تفسیری پیچیدگی کی وضاحت کرتے ہوئے اس معاملے پر بحث کی ہے کہ کیا کاملین پر بھی غلبۂ حال ہو جاتا ہے! اس پر دہلی سے ہمیں مولانا اخلاق حسین قاسمی صاحب کا درج ذیل مراسلہ موصول ہوا ہے جس میں انہوں نے اس معاملے میں اپنا نقطہ نظر پیش فرمایا ہے۔

سیرتِ خلیل پر پاکستان کے فاضلِ جلیل مولانا الطاف الرحمٰن بنوی صاحب کا جو مضمون حکمت قرآن بابت ماہ اگست و ستمبر ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا ہے اسکے ایک حاشیہ (صفحہ ۶۶، ۶۷) میں کاملین امت کے لئے غلبۂ حال کی کیفیت کا تذکرہ کیا گیا ہے اور اس میں حضرات انبیاء کرام بلکہ موحدِ اعظم حضرت خلیل اللہ علیہ السلام اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شامل کر لیا گیا ہے۔ کاملین اولیاء کی حد تک اس کیفیت کا انتساب درست ہے۔ غلبۂ حال میں بایزید بسطامیؒ نے سبحانی ما اعظم شانی کہا۔ منصور نے انا الحق کا نعرہ لگایا۔ ان کے علاوہ صوفیاء کرام کی شطحیات کا ایک مستقل باب ہے، جن کے خلاف شریعت ہونے کی وجہ سے غلبۂ حال کی تاویل کی جاتی ہے — یہاں تک کہ مولانا عبد الماجد صاحب دریا آبادی جیسے مستند اور پختہ عالم نے مرزا غلام احمد قادیانی علیہ اللعنۃ کے کفریہ دعووں کی تاویل کرنے کی تجویز پیش کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ انہیں غلبۂ حال پر محمول کیا جائے — شاید بعد میں دریا آبادی صاحب نے رجوع کر لیا ہو۔

صوفی نذیر احمد صاحب کشمیری ایک پرانے اہل حدیث عالم ہیں جو الحمد للہ ابھی حیات ہیں اور جامعہ رحیمیہ دہلی میں قیام فرما ہیں، وہ مستقل طور پر اس نظریہ کے علمبردار ہیں اور امت میں صرف ایک خیالی تصوف و تصوّف کے نام پر اس نظریہ کی وکالت کرتے رہتے ہیں۔

غلبۂ حال ایک ذہنی کمزوری ہے جس میں مبتلا ہو کر انسان حق و حقیقت کے خلاف بعض کفریہ فقرے زبان پر لاتا ہے چونکہ جن حضرات کی مجموعی زندگی کتاب و سنت کے مطابق ہوتی ہے ان کی زبان پر ایسے فقروں کا آنا ان کی عام زندگی سے میل نہیں کھاتا اس لئے ان فقروں میں تاویل کر کے ان کی عام زندگی

کے احترام کو قائم رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن حضرات انبیاء کا معاملہ بالکل جدا ہے۔ حفاظت الٰہی انہیں غلبۂ حال کی کمزوری سے محفوظ رکھتی ہے۔

فاضل جلیل نے حضرت ابراہیم کے بارے میں سورۂ توبہ (۱۱۴) کے تحت یہ بات صاف کردی کہ آپ نے اپنے باپ کے انجام کفر و انکار کے بعد ان کے حق میں دعاء مغفرت کرنے سے گریز کیا لیکن پھر ایک روایت بیان کر کے یہ ثابت کیا کہ حضرت ابراہیم نے قیامت کے دن اپنے اس باپ کے حق میں دعاء مغفرت فرمائیں گے۔ (کچھ دبی زبان سے باپ کی مغفرت اور نجات کے لیے عرضداشت پیش فرما ہی دیں گے)

روایت کے جس فقرہ سے بنوی صاحب کو یہ شبہ ہوا ہے وہ حسب ذیل ہے :-

فای خذی اخذی من الب الا بعلا	اے خدا آج اس سے بڑی میری کیا رسوائی ہوگی کہ میرا باپ تیری رحمتوں سے محروم ہے

اس فقرہ میں باپ کے لیے مغفرت کی دعاء و درخواست دبی زبان میں بھی نہیں ہے بلکہ اپنی رسوائی پر اظہار تعجب ہے اور اس سے بچانے کی درخواست ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس کی تدبیر فرمائی اور آذر کو ایک خون آلودہ جانور کی شکل میں منتقل کر کے دوزخ میں ڈلوا دیا ــــ جس سے اس بات کی شہرت ختم ہوگئی کہ ابراہیم خلیل اللہ کا باپ جہنم میں ڈالا گیا ہے۔ بس یہی آپ کا منشا تھا ــــ اس واقعہ سے یہ خیال بھی نہ کیا جائے کہ خلیل اللہ نے اپنے آپ کو ذہنی اذیت سے محفوظ رکھنے کے لیے یہ سوال کیا، کیونکہ عالم آخرت عقائد و اعمال کا عالم ہے، خونی رشتوں اور نسبی علائق کا وہاں کوئی اثر باقی نہیں رہے گا، قرآن کریم نے کہا :

وتقطعت بهم الاسباب (البقرہ: ۱۶۶)	ہر تعلق نسبی و ظاہری ٹوٹ جائے گا

قرآن و احادیث میں خون اور نسب کے رشتوں میں ایک دوسرے کی وجہ سے جو درجات کی بلندی اور سفارش کی قبولیت کا ذکر آتا ہے وہاں ایمان اور توحید کی شرط کے ساتھ ہے، قرآن نے کہا :

وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَآئِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ (الرعد: ۲۳، الغافر ۸)	صلاحیت یعنی ایمان کی شرط لگائی گئی۔

توحید و ایمان کو بحفاظت لے جانے کے بعد اعمال خیر میں جو کمی اور نقص رہ جائے گا اسے

اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے ماں باپ اور اہل اللہ کی دعاؤں کے ذریعے دور فرما دے گا۔

ایک جلیل المرتبہ پیغمبر آخرت میں باپ کی نسبی محبت سے مغلوب الحال اور بے قابو ہو جائے یہ تصور فاضل بنوی کے ذوق کی تسکین کا سامان کیسے بن گیا! ـــــ جبکہ صریح نصوص میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ـــــ دنیا کی حد تک بے شک اسلام نے خون اور نسب کے فطری رشتوں کا پورا پورا لحاظ کیا ہے، کیونکہ اس زندگی کا تعلق فطرت سے ہے اور اسلام بھی دین فطرت ہے ـــــ اور آخرت میں یہ فطرت بدل دی جائے گی۔ وہاں ایمان و عمل کی فطرت ہوگی ـــــ جسم و جان کی فطرت نہیں ہوگی۔

دنیا کی فطرت کے بارے میں اکبر الٰہ آبادی مرحوم نے کہا ہے

کفر و اسلام کی تفریق نہیں فطرت میں
یہ وہ نکتہ ہے جسے میں بھی بمشکل سمجھا

لیکن آخرت کا نظام اس نظام فطرت سے بالکل مختلف ہوگا۔

فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یومئذ ولا یتساءلون

قیامت کا صور اس امر کا اعلان ہوگا کہ اب نسب و حسب کے رشتے ختم کئے جائیں گے اور ایمان و عمل کے رشتوں کی کارفرمائی قائم ہوگی۔

غلبۂ حال کے استدلال کے لیے فاضل محترم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عبداللہ ابن اُبی منافق کی نماز جنازہ اور دعاء مغفرت کی آیت کو بھی پیش کیا ہے اور یہ لکھا ہے کہ حضور آیت توبہ (۱) استغفرلھم اولا تستغفرلھم ..... الخ کے قرآنی اسلوب کا یہ مدلول سمجھتے تھے کہ اس میں لفظ "او" کی تخییر برائے تخییر نہیں ہے اور نہ ستر کا عدد تحدید اور تعیین کے لیے ہے پھر بھی آپ سے یہ منقول ہے "مجھے اختیار دیا، میں نے اختیار کیا اور میں ستر سے زیادہ دفعہ استغفار کر دوں گا۔"

اس سوال کا جواب مولانا محمد یعقوب کے حوالہ سے مولانا تھانوی نے یہ دیا ہے کہ آپ پر رحمت کا غلبہ تھا ـــــ آگے فرماتے ہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ غلبۂ حال کاملین پر بھی کبھی ہو جاتا ہے (بحوالہ اشرف الجواب)

حضور نے اس آیت کی تخییر پر عمل نہیں کیا، کیونکہ دوسری آیات میں یہ صریح ہدایت موجود تھی کہ تبلیغ کو ہر حال میں کوئی قبول کرے یا قبول نہ کرے ـــــ تبلیغ و دعوت کا فرض ادا کرنا چاہیے۔ حضرت عمرؓ نے آیت توبہ کا جو مطلب سمجھا وہی مطلب حضور نے سمجھا لیکن آپ نے لفظی

گنجائش سے فائدہ اٹھا کر ایک دعوتی مصلحت پوری کر دی حضرت عمرؓ کے جواب میں آپؐ نے فرمایا: "اے عمر! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میرا ستر سے زیادہ دفعہ دعا کرنا اس کے حق میں مفید ہوگا تو میں ضرور ایسا ہی کرتا۔" (بحوالہ قرطبی)

بہرحال حضرت عمر کو یہ جواب دے کر آپؐ نے نمازِ جنازہ پڑھادی اور پھر خدا تعالیٰ نے تصریح کے ساتھ منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے روک دیا۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ الخ — ان منافقین میں سے آپ کسی پر آئندہ
(توبہ: ۸۴) — نمازِ جنازہ نہ پڑھیں

علمائے اعلام نے حضورؐ کے اس فعل کو دعوتی اور دینی مصلحت سے وابستہ کیا ہے، رحمت و شفقت کا یہ بامقصد مظاہرہ تھا، اخلاقی مدارات کے طور پر آپ کا یہ فعل رونما ہوا ـــــ آپؐ کے دل میں حقیقی طور پر اس منافق کے لئے کوئی محبت و شفقت نہ تھی، اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً (آل عمران ۲۸) کی تفسیر میں کفار کے ساتھ اخلاق و مدارات کی جو نوعیت بیان کی گئی ہے اس کا مطالعہ کیا جائے۔

مولانا تھانوی کی طرف سے مولانا محمد یعقوب صاحب کے حوالہ سے غلبۂ حال کی جو بات نقل کی گئی ہے ـــــ وہ صرف ایک صوفیانہ نکتہ ہے ـــــ کوئی تحقیقی بات نہیں ہے اور نہ مولانا تھانوی بیان القرآن میں اس کا حوالہ دے سکتے تھے،

ابن ابی منافق کی نمازِ جنازہ کا معاملہ یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے صاحبزادے عبداللہ کی درخواست پر ابن ابی کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور اس کے کفن کے لئے اپنا کرتہ عطا فرمایا۔

یہ کرتہ عطا فرمانا احسان کا بدلہ تھا۔ ابن ابی نے حضرت عباس کو اپنا کرتہ دیا تھا جب وہ بدر کے قیدیوں کے ساتھ آئے تھے۔ عبداللہ ایک مخلص مسلمان تھے، انہوں نے آکر اپنے باپ کی وصیت نقل کی کہ آپؐ اس کے جنازہ کی نماز پڑھائیں، آپؐ نے از راہِ اخلاق قبول فرمالیا۔

حضرت عمرؓ نے سورۂ توبہ کی مذکورہ آیت کو یاد دلایا۔ آپؐ نے فرمایا اے عمر! مجھ کو استغفار سے منع نہیں کیا گیا آزاد رکھا گیا ہے کہ استغفار کروں یا نہ کروں۔ یہ فعل خدا کا ہے کہ ان کو معاف کرے نہ کرے۔ (سو اس منافق کے حق میں نہ سہی) ممکن ہے کہ دوسروں کے حق میں میرا یہ فعل مفید ہو اور نبیٔ رحمت کے اخلاق کریمانہ کو دیکھ کر لوگ اسلام کے قریب آجائیں۔

(تفسیر عثمانی حمائل صفحہ ۲۵۸)

اہلِ علم متقدمین ہوں یا متاخرین، اس بحث میں غلبۂ حال کی صوفیانہ اصطلاح کا کہیں نام تک لیتے نظر نہیں آتے۔

خدا تعالیٰ نے اپنی شانِ رحمت کی ہمہ گیری کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

ان رحمتی سبقت علی غضبی — میری رحمت میرے غصہ و غضب سے سبقت لے جاتی ہے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی اسی شانِ کریمی کا مظہر کامل تھے، ابن ابی کے معاملہ میں آپ کی اس شانِ لطف و کرم کا مکمل ظہور ہوا اور وہ ظہورِ عفو و کرم دینِ حق کے لئے مفید ثابت ہوا۔

مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں کہ آپ نے وحی الٰہی کے ظاہری الفاظ کی تخییر پر نظر رکھی، عربی محاورہ کے مطابق آیت کے مفہوم مرادی سے صرف نظر کیا کیونکہ ممانعت کی صریح ہدایت موجود نہیں تھی — اور اس کا سبب ایک دعوتی مصلحت تھی کہ دوسرے لوگ آپ کے اخلاقِ کریمانہ کو دیکھ کر اسلام کے قریب آجائیں چنانچہ قبیلہ خزرج کے ایک ہزار افراد نے اس واقعہ کے بعد اسلام قبول کیا — ایک روایت کے مطابق۔

مفتی صاحب نے آیت تخییر کی مثال میں سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ (البقرہ ۶) پیش کی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام عالم آخرت میں حضرت حق تعالیٰ کے سوال کا جواب دیتے ہوئے اپنی گمراہ امت (نصاریٰ) کے بارے میں عرض کریں گے

إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (المائدہ) ۱۱۸ — اے خدا! اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو تو ہی ہے زبردست حکمت والا۔

حضرت عیسیٰ عذاب اور مغفرت دونوں باتوں کا خدائی اختیار ظاہر کر کے خداوندِ عالم کی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ کا اعتراف کریں گے، یہ جانتے ہوئے کہ کفر و انکار اور شرک و بغاوت کے ساتھ آخرت میں خدا کی رحمت جمع نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے حضرت عیسیٰ خدا تعالیٰ کی صفتِ غفور رحیم کا ذکر نہیں فرمائیں گے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دنیا میں گمراہ ہونے

کے بارے میں فرمایا تھا:

فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (ابراہیم ۳۶)

خداوندا! جو میری پیروی کرے وہ میرا ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو تو بلاشبہ غفور رحیم ہے۔ (اور تیری یہ صفت رحمت انہیں توبہ اور رجوع کی توفیق دے کر اپنے دامن میں چھپا سکتی ہے)

اس اسلوب میں گمراہوں کے حق میں مغفرت بمعنی توبہ و ہدایت کی طلب پوشیدہ ہے۔
اسی مفہوم میں حضرت ابراہیم نے اپنے مشرک باپ کے لئے استغفار کی دعا کا وعدہ کیا تھا،

سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ اِنَّہٗ كَانَ بِیْ حَفِیًّا (مریم ۴۷)

میں ضرور آپ کے لئے مغفرت طلب کروں گا۔ بلاشبہ میرا رب مجھ پر بڑا مہربان ہے وہ اسے ضرور قبول کرے گا۔

لیکن حضرت ابراہیم کی یہ توقع پوری نہیں ہوئی اور آپ کا باپ شرک اور بت پرستی سے توبہ کرنے کے لئے تیار نہ ہوا۔
کسی جذبہ کے ساتھ بھی کسی مشرک کے لئے مغفرت و نجات کی دعا ر ایک پیغمبر کے لئے جائز نہیں ہو سکتی، جب تک وہ مشرک رہے۔
آخر جمہور علماء کے مسلک کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دل سوزی کے ساتھ اپنے محسن چچا کے حق میں دعوت و تبلیغ کی جدوجہد کامیاب کیوں نہ ہوئی؟ —— یہ خداوند حکیم کی حکمت بالغہ ہے۔ ——o——

نشر القرآن کیسٹ سیریز
۳۶-کے ماڈل ٹاؤن لاہور

دین کے انتہائی اہم اور بنیادی موضوع
حقیقت و اقسام شرک پر ڈاکٹر اسرار احمد
کے ایک ایک گھنٹے کے چھ لیکچرز جو ۶۰-C کے چھ کیسٹوں میں دستیاب ہیں
ہدیہ پاکستانی کیسٹ -/۱۰۰ روپے (جاپانی کیسٹ) -/۱۹۰ روپے مع محصول ڈاک
تین سو سے زائد عنوانات پر مشتمل فہرست طبع شدہ موجود ہے خط لکھ کر طلب فرمائیں